Digitized by Khilafat Library Rabwah.

اشاعۃ السنۃ النبویۃ

علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ

نمبر یکم لغایت سوم — جلد سیزدہم

معہ

ضمیمہ متضمن مسائل مہمہ محدثین اہل السنۃ

بابت سنہ ۱۳۰۷ ہجری مطابق ۱۸۹۰ء

قیمت رسالہ وضمیمہ

یہ رسالہ عموماً بصورت سالانہ قیمت پر دیا جاتا ہے۔ خواص (رؤسا و اہل اسلام) بنظر اعانت و عنایت فرماتے ہیں بعض اشخاص سے جنکی آمدنی ۴۰ روپیہ ماہوار سے زیادہ نہیں رعایتہً ۶ روپیہ لئے جاتے ہیں جنکی آمدنی دس روپیہ سے زیادہ نہیں تین روپیہ جو دس روپیہ ماہوار بھی آمدنی نہیں رکھتے پر علمی بضاعت رکھتے اور اس رسالہ کی اشاعت کرتے ہیں ان کو بلا قیمت دیا جاتا ہے ضمیمہ اکثر رسالے علیحدہ نکلتا ہے اسکی عام قیمت تین روپیہ ہے

خاص ..... ۔ رعایتی ..... عہم۔ ادنی ۱۲

رسالہ فتح اسلام اور اسکے حواشی توضیح المرام وازالۃ الاوہام پر

ریویو

اور

گفتگو

کا بقیہ

ان کے مؤلف خیالی مسیح مرزا قادیانی۔ اور اسکے ایک فرضی حواری حکیم نورالدین بھیروی جموئی

از ثناء اللہ امرتسری ۔ (اسلامیہ پریس امرتسر میں طبع ہوا) ۔ از ثناء اللہ گورداسپور

فہرست مضامین

(۱) سالانہ واجب العرض۔

(۲) فتنہ قادیانی۔

(۳) لکن ملاحظہ۔

جنگ جریان وصلح خوفناک

(۴) بقیہ گفتگو (جسمیں پیچھے مرزا قادیانی کی شہادت ۲۶۔ پر کا بقیہ ہے حکیم نورالدین بھیروی جموئی سے مباحثہ بھیروی قادیانی سے گفتگو)

شہاب ثاقب

مسیح کاذب

اس نام کا رسالہ اور پرچہ صدر قیمت مشمولہ تین صفحہ کا منظوم رسالہ مرزا قادیانی کی نظر فاریکی اور اسکے ایک حامی کی نظم اردو و فارسی۔ قول فیصح کا جواب ترکی بترکی۔ ان حضرت کے مقدمات و مقالات نجیبہ کا فوٹو میرے پاس موجود ہے۔

میرے پاس کوئی دوست نفسی محمد سعید اللہ تحفہ قادیانی سکول لودہانہ نے تالیف کیا۔ اور اشاعۃ السنۃ میں چھپوایا۔ قیمت (۱۔ ر) حصہ دوم (۱۔ ر) (رسالہ کہ غیر مؤلف سے مل سکتا ہے۔ فتدبروا یا اولی الابصار)

اور جسحالت مین خداوند عالم قادر مطلق نے (باوجود قدرت و وسعت) ایسا نہین کیا کہ اپنی صرف ایکدفعہ کی کلام سے بی انصاف خصوم کی دہان بندی کردی ہو اور خادمان قرآن کے لئے اعادہ کلام و توضیح مرام کی خدمت باقی نہ چھوڑی ہو تو پھر کوئی بشر اپنی ایک ہی تقریر و تحریر مین ایسا کب کر سکتا ہے۔

اس سے کس ذی عکس کو بشرطیکہ فہم و انصاف رکھتا ہو یہ سمجھ مین آسکتا ہے کہ جو شخص اظہار صواب و احقاق حق کے دعوے سے مباحثہ کرنا چاہے اور پھر اپنے خصم سے یہ شرط تسلیم کرائی کہ پہلے وہ صرف ایک تحریر مین اپنا ثبوت پیش کرے + اس کے بعد یہ اپنا جواب تحریر کریگا اور پھر اُسکو ایک لفظ یا ایک حرف بولنے یا کہنے کی اجازت نہ دیگا + وہ درحقیقت احقاق حق و اظہار صواب کے لئے مناظرہ و مباحثہ کرنا نہین چاہتا اور اس دعوے مین وہ نیک نیت نہین رکھتا۔ بلکہ وہ صرف مجادل اور مغاخر اور بدنیت ہے جو حاضرین و سامعین کو دھوکہ دیکر اپنا بول بالا کرنا اور اپنے خصم پر کوئی مغالطہ دیکر الزام قائم کرنا چاہتا ہے۔ وبس۔

اس شخص کی حمایت مین اگر کوئی یہہ عذر کرے کہ حضار مجلس کیا سبھی ایسے ہونگے جو اس شخص کے دھوکا مین آجائینگے۔ اور اگر ہون بھی تو یہ دھوکے اس تحریر کے اشتہار اور بعد مجلس اُسکے مغالطہ کے اظہار سے رفع ہو سکتا ہے +

ہے کہ وہ اُس جواب کے جواب کو اور اسکے دلائل کو توڑے۔ ایسا نہین ہوتا کہ صرف جانبین کا ایک ایک دفعہ بیان لیکر فیصلہ کیا جائے +

ہمارے معزز اصاحب طرز حکومت سب سے نرالا ہے وہ نہ تو طرز حکومت قرآن کے موافق ہے نہ قانون عدالت کے مطابق آپ کی عدالت مین صرف ایک ایک دفعہ کے بیان پر مباحثہ ختم ہو کر حکم اخیر صادر ہو جاتا ہے +

تو اسکا جواب یہ ہے کہ کسی خاص مجلس کے سبھی لوگون کا ایسا ہونا ممکن ہے کہ وہ اس تحریر کے مغالطات پر بلا اظہار و اعلام غیر مطلع نہون۔ ممکن کیا بہت دفعہ ایسا واقع ہو چکا ہے خصوصاً اُن مجالس مین جسکی میجارٹی مین پارٹی فیلنگ ہو (یعنے اکثر ارکان کو اپنی جماعت کی رای کی بیوجہ حمایت کا خیال ہو) رہا بعد مجلس بذریعہ تحریرات و اخبارات اس مغالطہ کا اظہار و اشتہار سو اگرچہ ممکن ہے مگر یہ اس مجلس کی خیال شکست اور الزام خصم کو اُٹھا نہین سکتا۔ ایک مجلس مین سامعین کے دہوکا کہا جانے کے سبب جو الزام خصم پر قائم ہو جاتا ہے وہ "آن قطرہ بایران رسید" کا مصداق بن جاتا ہے جسکی پوری تلافی اور اصلاح عادۃً محال ہے۔ ؎ ولن یصلح العطار ما افسدہ الدھر اور اگر وہی تحریرات خارج از مجلس مناظرہ اصلاح و احقاق حق کے لئے کافی ہین تو پہلے انعقاد مجلس اور بالمشافہ تحریری مباحثہ کی کیا ضرورت ہے اور یہ کام جو آخر کار تحریر سے لینا پڑے پہلے ہی سے بذریعہ تحریر کیون نہ لیا جائے۔ اس بیان سے ناظرین کو ثابت ہوگا کہ جو آپ نے جانبین سے ایک ایک تحریر ہونے اور پہلے تحریر اپنے خصم کیجانب سے وقوع پانیکی شرط لگائی ہے یہ کمال درجہ کا مغالطہ ہے اور محض بدنیتی پر مبنی ہے۔ اور جو آپ فرماتے ہین "مین کہولکر کہتا ہون کہ میرا دعوی صرف مبنی بر الہام نہین بلکہ سارا قرآن شریف اسکا مصدق ہے تمام احادیث صحیحہ اسکی صحت کی شاہد عدل ہین"۔ مرزا صاحب آپ ایسا نہ کہین تو آپ کی بات کون سنے۔ مگر ایسا کہنا ایک اور دلیرانہ اور بے باکانہ دہوکا دینا ہے جسکو صدق و راستی سے کوئی تعلق نہین ہے کیا آپ الحمد سے والناس تک ہر ایک آیتہ سے اپنا مسیح موعود ہونا ثابت کر سکتے ہین؟ اس دعوی مین آپ سچے ہین تو پہلے قرآن کی پہلی صورت فاتحہ۔ اور بخاری کی پہلی حدیث انما الاعمال سے یہ دعوی ثابت کرین۔ پہر دوسری آیات و احادیث کو دیکہا جائیگا۔ اور اگر سارے قرآن اور تمام احادیث سے وہ بعض آیات و احادیث مراد ہین جن سے آپ غلط فہمی سے متمسک ہوئے ہین تو اس صورت مین "سارا قرآن"۔ اور "تمام احادیث" کے الفاظ کیا معنے رکھتے

ہین۔ کیا الہامی اور راستبازون کی یہہ شان ہے کہ ایسی اٹکل پچو باتین کہدین۔
آپ فرماتے ہین کہ اگر آپ لوگ جلسہ کے لئے تاریخ مقام مقرر کرکے ایک جلسہ عام مین مجھ سے تحریر نکرین گے۔ تو آپ خدا تعالے کے نزدیک اور راستبازون کی نظرون مین مخالف حق ٹہرین گے ٭

مرزا صاحب مباحثہ کے شائق اور پہلے دعی آپ ہوئے ہین لہذا یہ تقرر اور انتظام مجلس آپکا فرض ہے۔ وسمہذا ہم رسالہ نمبر ۲ جلد ۱۲ کے صفحہ ۳۸۸ مین چھاپ چکے ہین کہ آپ جسدن اور جس مقام مین مباحثہ کرنا چاہین ہم حاضر ہین ۔ ہمان میدان ہمان چوگان ہمان گوئی جو ایک عام تقرر ہے۔ اس کے بعد ہم بذریعہ تار آپ کو بلا چکے ہین جسکے جواب مین آپنے اس شرط کو پیش کیا جسکا بدنیتی اور فساد پر مبنی ہونا ابھی ثابت ہو چکا ہے۔ اس شرط کے ساتھ مباحثہ کا دعوے اور اقبال صریح انکار کے برابر ہے۔ اب خدا کے اور راستبازون کی نظرون مین کون شخص مخالف حق ہے؟ ۔ اور مباحثہ سے گریز کرنیوالا کون ہے؟ آپ کچھ نہ بولین گے تو ناظرین اور سامعین خود انصاف کرین گے زمانہ منصفین سے خالی نہین ہے ٭

یہ اس گفتگو کی نقل ہے جو ہم مین اور خیالی مسیح مین پہلے ہو چکی ہے۔ اب ہم وہ گفتگو نقل کرتے ہین جو ہم مین اور خیالی مسیح کے ایک فرضی حواری مین ہوئی ہے۔ اسکے بعد وہ گفتگو نقل کرین گے جو خیالی مسیح سے دوبارہ ہوئی ہے اسکے بعد ان گفتگو کے نتائج بیان کرین گے۔ جن سے ناظرین اور منصفین کو پورا یقین ہوگا کہ آپکے اور آپکے حوارین کے سبھی دعاوی اور مقالات مغالطات پر مبنی ہین نہ ان لوگون کو حق سے تعلق ہے نہ اسکے اظہار سے غرض نہ مباحثہ سے کچھ واسطہ ہے ٭

فرضی حواری سے گفتگو

فرضی حواری سے ہمارے پرانے دوست مولوی حکیم نورالدین صاحب ساکن بھیرہ ضلع شاہپور

مقیم و ملازم ریاست جمون مراد ہین۔

وہ اپنے احباب کے سامنے اپنے حواری ہونے کا دعوی کر چکے ہین انکے اس ادعا پر ہمنے انکو فرضی حواری کہا ہے واقع مین وہ مرزا صاحب کے حواری (بمعنے ناصر) نہین بلکہ بجاے نصرت انکو ضرر پہونچا رہے ہیں۔

آپکے نام ہمنے ایک خط لکھا تھا جسکی نقل ذیل مین معروض ہے۔

لاہور۔ ۱۰ فروری ۱۸۹۱ء نمبر (۶۱)

محبی مولوی نورالدین صاحب السلام علیکم

اس کارسپانڈنس[1] کی نقل اس غرض سے آپکے پاس بھیجی گئی ہے کہ آپ بھی کچھ کہنا چاہتے ہین تو کہین مین مستعد ہون کہ مرزا صاحب کے اس دعوی کی تغلیط کرون۔ آپ ہمیشہ اور لوگون سے گفتگو کرتے ہین۔ مگر مین نے ایک دفعہ مرزا صاحب کی بابت آپکو کچھ کہا تو آپ ناخوش[2] ہو گئے اب بھی وہی حال ہے تو خیر اور اگر ان کی بابت کچھ کہنے اور سننے کا حوصلہ ہے تو بہتر ہے لاہور مین تشریف لاوین اور ان کے معاملے مین گفتگو کرین۔ توضیح المرام و ازالۃ الاوہام سے اس دعوی کی تصحیح نہوگی آپسے کچھ ہو سکتا ہے تو کرین۔ ابھی وقت ہے۔ آپ کی دفعہ لاہور مین

---

[1] یعنے خط و کتابت مرزا صاحب۔

[2] مینے آپکو صرف اسقدر کہا تھا کہ آپ قادیان گئے تھے۔ مرزا صاحب کو تمام کتاب براہین احمدیہ کے لئے کیون نہ کہا آپنے جواب دیا کہ مین ان کی شان کو اس سے ارفع جانتا ہون کہ انکو ایسا کہون۔ مینے کہا اسمین کوئی گستاخی یا بے ادبی نہین ہے۔ یہ تو صرف ایک نصیحت ہے۔ جسپر آپ خفا ہو گئے۔ اسکے بعد آپ ایک دفعہ لاہور مین تشریف لائے تو اپنی عادت قدیم مہربانی کے مطابق مجھسے ملے۔ اور اسکی وجہ میرے بھائی صاحب کے پاس یہ بیان کی کہ ہم انکے پاس استفادہ کے لئے جاتے ہین مگر وہ ہمارے پیر کی بدگوئی کرتے ہین جس سے رنج پہنچتا ہے اور بجاے فائدہ نقصان حاصل ہوتا ہے۔ اسی نظر سے ہمنے اس خط مین لکھا تھا کہ حوصلہ ہے تو آئیے یعنی پیر مرزا پر اعتراض سننے کا حوصلہ ہے تو آئیے۔

مین آپ سے ملا تو جو کچھ آپ نے مجھ سے اور مین نے آپ سے ان[1] کے باب مین کہا اسکو بعینہ یا اسکا مضمون نقل کرین۔ مجھے اس سے ایک مطلب نکالنا ہے۔

ابو سعید محمد حسین

اس خط کا جواب جو حکیم صاحب نے دیا وہ ذیل مین منقول ہے:۔

رَبِّ اهْدِنِي لِمَا اخْتُلِفَ فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِهِ[2]۔ إِنَّكَ تَهْدِي مَنْ تَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ

مولینا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

جناب والا کو خاکسار بہت مدت سے مرزا جی کے خلاف پر مستعد یقین کرتا ہے۔ جناب سورج کے سامنے نجوم کے شعاع کو کون دیکھتا ہے ابھی مرزا زندہ ہین۔ مین آپکے دعاوی اور علم سے ناواقف نہین[3]۔ اور یہ امر اب پبلک کے سامنے آگیا ہے۔ اب پرائیویٹ خط وکتابت

---

[1] یعنے مرزا صاحب کے باب مین اس استفسار کی وجہ یہ ہے کہ سیالکوٹ کے بعض علماء اور حکیم جی کے دوستون سے مین نے سنا تھا کہ حکیم جی نے ان لوگون کے پاس بیان کیا تھا کہ مولوی محمد حسین مجھے ابکی دفعہ لاہور مین ملے تو مین نے ان سے پوچھا کہ کیا مرزا صاحب کو آپ دیوانہ جانتے ہین انہون نے کہا نہین پھر مین نے کہا کہ جھوٹا جانتے ہین انہون نے کہا نہین پھر مین نے کہا کہ اس دعوی مسیحیت کو کیون نہین مانتے۔ انہون نے جواب دیا کہ اسمین صرف یہی عذر ہے کہ وہ موعود مسیح نہین ہو سکتے۔ اور چونکہ یہ بات خلاف واقعہ تھی۔ اور مین نے اُنسے بجز اسکے کہ مرزا صاحب کو میری طرف سے یہ پیام پہنچا دین کہ آپ مسیح موعود کیونکر ہو سکتے ہین۔ مرزا صاحب کے متعلق اور کچھ نہ کہا تھا اسلئے یہ استفسار کیا تھا۔ میرے اس استفسار کا جواب آپنے اسی وجہ سے نہ دیا۔ کہ آپکا بیان خلاف واقعہ تھا۔ یہ خلاف بیانی آپکی قدیم عادت ہے جسکا بارہا ہمکو تجربہ ہو چکا ہے۔ آپ اس سے انکار کرینگے تو اسکی تفصیل ہم قلم مین لائینگے۔

[2] اصل مین ایسا ہی ضمیر غائب سے ہے۔ اور صحیح باذنک ضمیر مخاطب سے ہے اس سے ناظرین اہل علم کو حکیم صاحب کی مولویت کا کافی اندازہ ہو سکتا ہے۔

[3] آپ ناواقف کیونکر خیال کئے جا سکتے ہین۔ آپ کے متعدد خطوط ہمارے

کو بند کیجئے۔ مین لوگون سے مباحثہ کرون۔ مجھے اختیار ہے۔ مجھے کچھ ضرورت نہین کہ مین آپکی خدمت مین حاضر ہوکر عقائد کی اصلاح کرون۔ اس سے زیادہ مین اسلئے نہین لکھتا کہ مین آپ سے مایوس[۱] ہون۔

نورالدین۔ ۳ پھاگن

اس خط کی تحریر سے حکیم صاحب نے تو مباحثہ کو ختم کیا۔ اور یہ جان لیا تہا کہ چلو چھٹی ہوئی۔ اس بلا سے جان بچی۔ مگر خدا نے نہ چاہا کہ اس سے ان کو بچا دے اور انکے انکار کا عجز پر مبنی ہونا چہپا رہنے دے لہذا حق تعالے نے حافظ محمد یوسف صاحب ضلعدار انہار کے دل مین اس خیال کا القا کیا کہ جسطرح ہوسکے جانبین کو ایک جگہہ جمع کرین اور انکی باہم گفتگو کرا دین

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴

پاس اور ہمارے شاگردون کے پاس موجود ہین۔ جن سے آپ کی اُس واقفیت کا پورا ثبوت ملتا ہے۔ اگر اسمین کچھ کسر تھی۔ تو وہ یوم المبارزہ (مباحثہ کے دن) جب آپ سے اصول تسلیم کرائے گئے تھے جاتی رہی +

[۱] ۔ آپ کے پیر ہی تو مایوس نہین ہین۔ وہ تو اب تک مجھ سے مباحثہ کرنیکا دم مار رہے ہین۔ (گو وہ براے نام اور بحسب ظاہر ہے)۔ اور اپنے خط نمبری (۵) منقولہ صفحہ (۳۷۱) جلد ۱۲ نمبر ۱۲۔ اشاعۃ السنۃ مین انکے تمام مخاطبین و مخاصمین سے اسی خاکسار کو گفتگو کے لئے منتخب کر چکے ہین۔ آپ کیسے ان کے با اخلاص مرید ہین کہ آپ مایوس ہو بیٹھے۔ حضرت حکیم صاحب۔ آپ مایوس نہین خائف ہین۔ اور آپ یقیناً جانتے ہین کہ گفتگو سے آپ عہدہ برآ نہ ہوسکین گے۔ مسئلہ نسخ۔ بعض آیات قرآن کے مباحثہ کا دن اور اشاعۃ السنۃ کے مضامین جن کی ثنا مین آپ ہمیشہ سے رطب اللسان رہے ہین۔ (چنانچہ آپکے خطوط شاہد عدل موجود ہین) آپ بھول نہ گئے ہونگے +

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

پس پہلے تو حافظ صاحب ہمراہی منشی عبدالحق صاحب حکیم صاحب کے پاس جمّون پہنچے۔ مگر وہان سے واپس آئے تو مایوسی کے مظہر ہوئے۔ پھر جب حکیم صاحب بہ شمولیت راجگان جمون لاہور مین آئے تو اس وقت حافظ صاحب لاہور مین نہ تھے۔ اسوجہ سے حکیم صاحب ہمارے قابو مین نہ آئے۔ (ہرچند اور لوگون کے ذریعہ ہم طالب مباحثہ ہوئے۔) اور حکیم صاحب اپنے مسیح کے پاس لودہانہ جا پہنچے۔ ۱۲۔ اپریل کو مولوی فضل الدین صاحب ساکن گجرات لودہانہ سے آکر خاکسار کو لاہور مین ملے تو مظہر ہوئے کہ آپکے مقابلہ اور مباحثہ کے لئے مرزا صاحب تیاری کر رہے ہین۔ کل مولوی نورالدین اور ان کے ایک شاگرد کو (جسکی بدگوئی اور پھکڑ بازی کے سبب اسکا نام بھی ہم زبان پر لانا نہین چاہتے) روانہ کرین گے۔ ۱۳ تاریخ اپریل کو حافظ محمد یوسف صاحب بھی لاہور پہنچگئے۔ اور ادہر سے حکیم صاحب رونق افروز لاہور ہوکر منشی امیرالدین صاحب کے مکان پر فروکش ہوئے۔ رات کے دس بجے منشی امیرالدین کے بہائی حاجی محمد دین صاحب حافظ جی کا یہہ پیام لائے کہ حکیم صاحب تشریف لے آئے ہین آپ صبح آوین اور حکیم صاحب سے گفتگو کرین۔ مین نے اس پیام کا جواب یہ دیا کہ مین گفتگو کے لئے تب آؤن گا جب حکیم صاحب کا دستخطی رقعہ متضمن درخواست مباحثہ پاؤن گا۔ کیونکہ حکیم صاحب اپنے خط مین گفتگو سے انکار کر چکے ہین۔ لہذا اگر مین بلا درخواست ان کے پاس پہنچا تو وہ کہینگے "ہم تو مباحثہ سے انکار کر چکے ہین پہر آپ کیون آئے"۔ حاجی صاحب میرے جواب سے آشفتہ خاطر ہوئے اور یہ مضمون زبان پر لائے کہ آپ نہ آئین گے تو وہ لوگ (مسیحائی پارٹی) ہم لوگون کو (جو آپکے ہمخیال ہین) گریز کی طرف منسوب کرین گے۔ اور اس بات کے مظہر ہوئے کہ حکیم صاحب اس مضمون کا رقعہ نہ لکہین گے۔ اسپر مین نے کہا کہ حکیم صاحب نہ لکھین تو یہہ بات حافظ صاحب تحریر کرکے میرے پاس بہیجدین کہ حکیم صاحب آپکے نام رقعہ لکہنے سے انکار کرتے ہین۔ مگر ہم لوگ آپکو انسی گفتگو کے لئے بلاتے ہین۔ یہ جواب لیکر حاجی صاحب خفگی کے ساتھ واپس ہوئے اور تہوڑی دیر کے بعد میان رجب دین صاحب کو (جو ایسے مشکلات کیوقت

وکیل بنائی جایا کرتے ہین) لیکر میرے پاس آئے اور حافظ جی کا وہی پیام لائے۔ مین نے اسکے جواب مین پہر وہی بات کہی۔ مگر میان رجب دین صاحب نے میرے اس جواب کی مخالفت مین بہت زور دیا۔ اور یہہ کہا کہ اگر آپ نہ آئے تو ہم لوگون پر گریز کا الزام قائم ہوجائے گا۔ اور جب خط کا ذکر آیا تو انہون نے ایک خط بہی حافظ صاحب کا جیب سے نکالکر پیش کیا۔ (جسکا مضمون غالباً وہی تھا جو مرزا صاحب کے وکیل اڈیٹر پنجاب گزٹ نے اپنے پرچہ ۲۵ اپریل مین مشتہر کیا ہے) مگر چونکہ اس خط کا مضمون وہ نہ تہا جو میرا مطلوب تہا بلکہ وہ مضمون مطلوب اور قاصدون کی زبانی پیام کے مخالف تہا۔ لہذا مین نے اس خط کو پڑھکر واپس کیا۔ اور اسکے ساتھ خوش طبعی سے یہ بہی کہا کہ اس خط کو آپ یا حافظ صاحب شہد لگا کر چاٹ لین۔ اس پر بہی میان رجب دین صاحب نے اپنی بات پر اصرار نہ چہوڑا۔ آخر مین نے انکے اصرار پر صبح کو حاضر مجلس ہونا قبول کیا۔ صبح کو پہر میان رجب دین صاحب اور ان کے بعد محمد چٹو صاحب میرے بلانے کو آئے۔ مین انکے ہمراہ صبح کے ۶½ بجے منشی امیر دین صاحب کے مکان پر پہنچا تو وہان بڑا مجمع پایا جو میرے پہنچنے کے بعد اور زیادہ ہوگیا تہا اس مجمع کے ارکان (سابق اور لاحق) سے خصوصیت کے ساتھ لائق ذکر یہ اصحاب واحباب ہین۔ جناب مولوی عبد الرحمن صاحب خلف الرشید مولوی محمد بن بارک اللہ ساکن لکھوکے (جنکا ذکر میرزا صاحب کے خط نمبری ۵ مین ہے) جناب مولوی محمد عبد اللہ صاحب پروفیسر عربی کالج لاہور۔ جناب سید فقیر جمال الدین رئیس و آنریری اسسٹنٹ کمشنر لاہور۔ جناب شیخ خدا بخش صاحب جج عدالت خفیفہ لاہور مولوی عبد العزیز صاحب رکن انجمن حمایت اسلام و ملازم سررشتہ تعلیم پنجاب۔ ایسے ہی بعض اصحاب لائق ذکر اور تھے۔ مگر انمین اسلامی اور حقانی جوش ایسا نہین ہے کہ وہ مسیحائی پارٹی لحاظ نکرین۔ اور شہادت حق دین[1]

خاکسار۔ مجلس مین پہنچا تو بعد سلام و مزاج پرسی حضار سب سے پہلے جو کلمہ زبان پر لایا وہ یہہ تھا کہ "حافظ صاحب آپنے جو مجھے بلایا ہے تو کس غرض سے بلایا ہے؟"

[1] اسی خیال سے ان حضرات کے نام اہتمام پر درج کرکے کاٹ دیئے گئے۔

حافظ صاحب نے فرمایا کہ اُس غرض سے بُلایا ہے کہ آپ مرزا صاحب کے متعلق حکیم صاحب سے گفتگو کریں"۔ اس کلمہ کے (یا جو اس کے معنے ہیں) سو حافظ صاحب نے اُسوقت ایک لفظ بھی منہ سے نہ نکالا۔ نہ مجھے کچھ کہا نہ حکیم صاحب سے۔ پھر خاکسار نے حکیم صاحب سے مخاطب ہو کر کہا کہ میں نے مولوی فضل الدین صاحب کی زبانی سنا ہے کہ آپ اِدھر سے مجھ سے مباحثہ کرنیکو تشریف لائے ہیں۔ حکیم صاحب نے کہا کہ یہ بات غلط ہے[1] مگر میں حافظ محمد یوسف کے حکم میں ہوں۔ حافظ صاحب فرماتے ہیں تو اب میں گفتگو کو حاضر ہوں پھر خاکسار نے کہا کہ میں قبل از بحث مقصود چند اصول آپ سے تسلیم کرانا چاہتا ہوں کیونکہ بحث سے پہلے اصول طے ہو جائیں گے تو اثنا ء بحث میں دلائل کے رد و قبول میں اختلاف نہ ہوگا انہی اصول موضوعہ مسلمہ کو دلائل میں پیش کیا جائیگا۔ حکیم صاحب نے اس امر کو منظور کیا۔ اور حسب تفصیل ذیل سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہو گیا[2]۔

۱۔ ہم کچھ نہیں کہہ سکتے کہ حکیم صاحب کا بیان غلط ہے یا مولوی فضل الدین صاحب کا۔ اس سے ہمکو کچھ بحث نہیں۔ حکیم صاحب نے آخر حافظ محمد یوسف صاحب کے حکم سے بحث کرنا قبول کر لیا یہی) ہمارے اس مدعا کے لئے کہ حکیم صاحب سے باہمی مباحثہ ہوا کافی ہے۔

۲۔ صفحہ ۱۶ کے سطر ۱ سے اسمقام تک تقریر قلمبند کر کے حافظ صاحب کے قاصدون (حاجی محمد دین صاحب۔ میاں رجب الدین صاحب۔ میاں محمد چٹو صاحب) کے پاس بوساطت مولوی سید حسین شاہ صاحب واعظ کاشمیر اس غرض سے بھیجی گئی تھی کہ اس تقریر میں کہیں الفاظ یا مضمون کی کمی بیشی ہو گئی ہو تو وہ لوگ اسکو درست کر دیں۔ مولوی حسین شاہ صاحب نے بعد از جمعہ ایک مجمع میں اس تقریر کو پڑھکر ان قاصدون کو سُنایا اور اسکے الفاظ و مضمون کو ان سے تسلیم کرا کے بذریعہ قلمبند نوٹ خاکسار کو اس سے مطلع کیا وہ یہ ہے کہ میاں مولوی صاحب جب سلام کر کے ——— کاغذ بعد جمعہ مجمع میں محمد چٹو صاحب اور رجب دین صاحب

خاکسار نے کہا۔

(۱) کتاب اللہ و سنت اتفاقی حجج شرعیہ[1] ہین۔

حکیم صاحب نے فرمایا۔ مسلم ہے۔

خاکسار۔

(۲) سنت سے وہ اقوال و افعال (لائق[2] اقتدا) و تقریرات[3] نبویہ مراد ہین۔ جو کتب حدیث مین مروی ہین۔

حکیم صاحب۔ مسلم ہے۔

خاکسار۔

(۳) کتب حدیث سے صحیحین بلا وقفہ و نظر سنت نبویہ کی مثبت و شاہد ہین +

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۸

کو بلکہ حاجی محمد دین صاحب کو بھی بدستور حرفا بحرف سُنا دیا۔ صاحبان مسطورہ نے باتفاق لفظ در عین مجمع جواب دیا کہ بیشک مولوی صاحب چھپا دین اسمین ہماری طرف سے کوئی ممانعت یا صورت انکار نہین۔ مگر صحیح (یعنے سہی یا دستخط جسکو انگریزی مین سگنیچر کہتے ہین) اپنی فضول جانتے ہین۔ والسلام ——— حسین شاہ عفی عنہ

[1] یعنے قرآن اور حدیث کے شرعی دلائل ہونیمین کسی مسلمان کا اختلاف نہین۔ گو باقی اور دلائل (اجماع و قیاس) کی دلیل شرعی ہونے مین بعض علماء کا اختلاف ہے +

[2] یہ اس لئے کہا گیا ہے کہ بعض افعال آنحضرت کے آپ ہی کے ساتھ مخصوص ہین۔ اُمت کو اُن کی پیروی جائز نہین۔ جیسے چار سے زیادہ عورتون سے نکاح +

[3] تقریر سے وہ فعل یا قول مراد ہے جو آنحضرت کے سامنے کسی نے کیا یا کہا۔ اور آنحضرت نے اس سے منع نہ کیا +

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

الحمد للہ المنۃ کہ جلد دوازدہم اشاعۃ السنۃ باوجود کثرت عوائق ومشاغل وقلت اسباب دوسال اکثر خریدار وں کو پیشگی بھیجی ہے اور بعض مہربانوں کے (جو بغرض نصرت دین پیشگی قیمت ادا کرتے ہیں) حق سے سبکدوشی حاصل ہوئی۔ اب وہ حضرات جو قیمت جلد دوازدہم بلکہ یازدہم وغیرہ کے باقیدار ہیں تقاضا ہمدرد کی کلام میں نہ کریں جلد دوازدہم تک بیبانی کریں اور وہ حضرات جو ہمیشہ پیشگی اعانت کرتے ہیں قیمت جلد سیزدہم کے ارسال سے کارخانہ کی اعانت کریں۔

فتنہ قادیانی

"ابھی فتنہ کوئی دنمیں قیامت ہوگا"

ہمارے ناظرین اس دفعہ اشاعۃ السنۃ میں صرف مرزا قادیانی کے متعلق ایک ہی مضمون سو بھی شخصی وجزئی بحث کا متضمن ایک بڑا مستعب ہونگے اور شاید زبان حال یا قال سے اس مرجع سے خطاب کریں ع کجا بود شہسب کجا تاختی۔ اور کہیں کہ اشاعۃ السنۃ تو شخصی وجزئی مباحث سے بالکل دور اور مسلمانوں کی باہمی نزاع کی موقوفی کے درپے اور اتفاق واتحاد میں کوشاں تھا۔ اب اسکو کیا ہوگیا ہے کہ ایک مسلمان سو بھی کیسا؟ ولی مجدد، مہدی ومحدث سے جا بھڑا اور ایسا پیچیدہ مسائل کلامی واتفاقی نزاعیہ بحث کو لیکر بیٹھ گیا۔ ولیکن وہ مہربان اگر صبر وتحمل کو کام میں لاکر اس مضمون کو اول سے قسم تک نہ پڑھیں تو امید ہے کہ اشاعۃ السنۃ کو اس روش کی تبدیل اور موجودہ حال قبیل پر نہ صرف معذور ومعاف رکھینگے بلکہ مصیب وماجور قرار دینگے۔ اور یہ یقین کرینگے کہ اسکی یہ مباحث جزئی وشخصی نہیں بلکہ کلی وقومی ہیں اور نہ ہیں کسی مسلمان یا اہل مجدد ومحدث کا مقابلہ نہیں بلکہ نیچریوں آریوں عیسائیوں اور فلسفیوں کی جماعتوں سے ہے جو پردہ مخالطت میں شامل ودخیل ہے مقابلہ ہے۔ اور ان میں بحث بھی کسی خاص مسئلہ جزئی میں نہیں ہر یکا ان کلیات دینیہ مسائل پر بحث ہے جو اسلام اور جملہ ادیان سماویہ کے اصول ہیں۔ اور وہ یہ جان لینگے کہ مرزا قادیانی جبایک وقت تک قوتی ہے مذکورہ بالا کا مقابل اور تائید اسلام کا مدعی تھا۔ اب وہ اپنی نبوت کا مدعی ہوگیا ہے۔ اور اصول اسلام کے برخلاف نیچریہ نصاریٰ آریہ اور فلاسفہ کے اصول کو از سر نو زندہ کرنا چاہتا ہے۔ مگر آنچہ کہ اسکو اس امر کا خوب یقین ہے کہ وہ دین اسلام سے خارج اور بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کا صریح مقابل ہو کر اپنی نبوت کا سلسلہ قائم نہیں کرسکتا اور اسقدر خروج واتفاق بین کے کوئی مسلمان کی صورت قبول نہ کریگا لہذا وہ مسلمان کہلانے اور مسلمانوں کو اپنے دام میں لانے اور اپنے دعاوی کو ان سے قبول کرانے کی غرض سے اپنے اسلام اور اتباع خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مدعی ہے۔ اور خدا اور رسول کی کلام کو پیرہا بار اپنے دعاوی باطلہ کے ثبوت پر دلیل

ف ۱ ۔ زیادت اور فرصت ۔

حکیم صاحب۔

صحیحین کو ہم بہت معتبر سمجھتا ہوں۔ بخاری کو اقدم جانتا ہوں۔

خاکسار

(۴) اس تفاوت اور تقدیم مرتبہ بخاری کا اثر یہی ہوگا کہ عند التعارض بخاری کی حدیث مقدم ہوگی۔ اور جو حدیث مسلم کی بخاری کے معارض نہ ہو وہ بھی بخاری کی طرح بلا وقفہ تسلیم کیجاوے گی۔

حکیم صاحب۔ مسلم ہے۔

خاکسار۔

(۵) ان دو کتابوں میں جرح مدفوع[1] ہے۔ اور ان کتابوں کی کسی کتاب کی حدیث کی توہین یا رد اہل بدعت کی شان ہے

حکیم صاحب۔ مسلم ہے

خاکسار۔ (۶) آپ اپنی رائے سے جرح و تعدیل احادیث غیر صحیحین کا منصب رکھتی ہیں۔

حکیم صاحب۔ نہیں۔

خاکسار۔

(۷) حدیث کی روایت اور رای کی رائے میں فرق[2] ظاہر ہے۔

---

[1] یعنی ان کتب کی احادیث پر جو اعتراض کئے گئے ہیں۔ ان کو بعض محدثین نے اٹھا دیا ہے۔ اب ان کتب کی احادیث پر کسی کا اعتراض سنا نہیں جائیگا۔

[2] روایت وہ ہے جبکہ راوی آنحضرت سے نقل کرتا ہے رائے وہ بات ہے جو راوی اپنی سمجھ اور فکر سے کہتا ہے۔

حکیم صاحب مسلّم

خاکسار

(۸) الفاظ کتاب اللہ اور حدیث کو ظاہر معنے پر حمل کرنا واجب ہے، اور اُن کے تاویل بلا مانع قوی اور حجت قطعی جائز نہین۔ کیونکہ یہ تاویل لغت اور شرع سے امان کے رافع ہے[1]۔

حکیم صاحب۔

رسول اللہ کے اقوال اور قرآن شریف کے کلمات طیبات ایسے معاملات مین جو عملی طور پر رسول اللہ نے انکو کر کے دکہا دیا ہے۔ یا صحابہ کے زمانہ مین بلا انکار اونہون نے عمل مین لاکر دکہا دیا ہے اُنکے وہی معنے ہین۔ جو تعامل سے ثابت ہوئے[2]۔ باقی پیشگوئیون یا اخبار مین ایسا کوئی مجازی استعارہ لینا قوی دلیل سے ممکن ہے۔

---

[1] یعنے اگر لفظ کے ظاہری معنے بلا وجہ ترک کر کے اسکے تاویلی معنے مراد لینا جائز رکہے جائین تو نہ شرع کا اعتبار رہتا ہے نہ عام بول چال کا۔ اور ہر شخص کو اختیار ہو جاتا ہے کہ جس لفظ کے جو معنے چاہے مراد لے +

مثلاً لفظ صلوٰۃ یا نماز سے اپنی خواہش نفسانی کو روکنا مراد لے۔ اور معمولی نماز چہوڑ بیٹھے۔ چنانچہ کسی نے کہا ہے ؎ صلوٰۃ عاشقان ترک وجود ست۔ صلوٰۃ سالکان سجدہ سجود ست۔ اور لفظ پانی سے پیشاب مراد قرار دے۔ اور لفظ روپیہ سے کوڑی مراد ٹہرا لے۔

دنیا علیہ کوئی باقی مانگے تو پیشاب کر دے۔ اور ہزار روپیہ کا اقرار کر کے یہ کہدے کہ ہمنے ایک ہزار کوڑی دینے کا اقرار کیا تہا۔

[2] حکیم صاحب کا یہ جواب اضطراب [illegible] جو جواب دینے کے وقت اُن پر طاری [illegible]

خاکسار۔

آپکی تقریر سے یہہ سمجھ مین آیا ہے کہ جن الفاظ نبوی یا کلمات قرآنی کے معنی عمل نبوی سے مفہوم نہ ہوئے ہون۔ ان الفاظ کے معنے لغوی مین تاویل جائز ہے۔ اگر دلیل قوی ہو اسکا لازمہ یہہ ہے کہ اگر اس تاویل پر کوئی دلیل نہو تو وہ تاویل بھی ویسی ہی ناجائز ہے جیسے کہ عملی معنون مین تاویل ناجائز ہے +

(حکیم صاحب)۔ بہرحال یہ میرا مسلم ہے۔

خاکسار۔

(۹) حقیقت مجاز سے مقدم ہے۔ اور حقیقت کی علامات یہہ ہیں +

(۱) معنے کا متبادر ہونا۔ (۲) ایک امر جائز اس لفظ کا اطلاق۔ (۳) اسکے نفی کی عدم صحت

اور ان سے یہ کلمات کہلاتا تھا کہ میرا علم محدود ہے۔ اور خدا جانے اس اصول کے تعلیم کے بعد مجھپر کیا پتھر ڈالوگے۔ وغیرہ وغیرہ مبنی ہے۔ شروع تقریر مین تو آپنے ظاہری معنی مراد لینے کے لئے آنحضرت صلعم اور صحابہ کے عمل کو شرط ٹھیرایا۔ (جسسے مفہوم ہوتا ہے کہ جو اقوال نبوی اور آیات قرآنیہ عقائد کے متعلق ہین یا وہ اخبار پیشین گویون کے متعلق ہین انکے ظاہری معنے مراد لینا ضروری نہین انمین جو تاویل کوئی چاہے کر سکتا ہے) مگر اخیر تقریر مین آپنے اس شرط عمل کو اٹھا دیا اور صاف فرما دیا کہ پیشگویون کے متضمن اخبار و آیات مین بھی کوئی مجازی استعارہ مراد لینا قوی دلیل سے ممکن ہے جسکا صاف یہ مفہوم ہے کہ اگر اس استعارہ کی مراد ہونے پر قوی دلیل نہو تو معنے حقیقی (جو ظاہری معنے ہین) چھوڑ کر مجازی معنے مراد لینا جائز نہین ہین ہمنے اسوقت حکیم صاحب کو اس اضطراب و تخالف کا الزام ندیا اور انکے شروع تقریر کا کچھ لحاظ نہ کیا صرف انکی تقریر کی آخری حصہ سے اپنا کام نکال لیا اور اس تقریر کے جواب مین انسے یہہ تسلیم کرا لیا کہ جس تاویلی معنے قرآن و حدیث پر کوئی دلیل نہو وہ مراد لینا جائز نہین گو عمل نبوی سے وہ معنی ثابت نہون۔ اس سوال و جواب سے ناظرین اہل علم حکیم صاحب کے علم و فہم کا بخوبی اندازہ کر سکتے ہین +

عہ متبادر ہونا — قریب الفہم ہونا۔ (۲) اطلاق جائز۔ ایک چیز پر ایسا لفظ بولنا جو بحکم عرف یا لغت اُسپر بولا جا سکے جیسے زید کو انسان کہنا۔ (۳) نفی کی عدم صحت۔ نفی کا صحیح نہونا جیسے زید کے حق مین یہ کہنا کہ وہ انسان نہین ہے جو صحیح نہین ہے۔

علامات مجاز اسکے مخالف یہ ہین۔

(۱) قرینہ کا وجود۔ (۲) امر محال بلفظ کا اطلاق (۳) نفی کی صحت۔

حکیم صاحب۔

مجھے پتہ معلوم نہین کہ مولوی صاحب نے یہ اصطلاح سلف صالحین سے کہان[1] سے لی ہے

[1] حکیم صاحب کے اس جواب کا مطلب یہ ہے کہ جو اصطلاح سلف صالحین صحابہ و تابعین سے منقول نہین وہ لائق قبول و اعتبار نہین ہے؟

اسکے جواب کو سنکر خاکسار کے علاوہ اور علماء حاضرین مجلس (جناب مولوی **محمد عبداللہ** صاحب۔ و جناب مولوی **عبدالرحمن** صاحب) بھی حکیم صاحب پر معترض ہوئے۔ ان کے اعتراض اُسوقت اسی وجہ سے قابل بنا نہ ہوئے تھے کہ وہ حکیم صاحب سے مباحثہ و مناظرہ کرنے نہ آئے ہوتے۔ ہوتے تو وہ اعتراض بھی قابل بنا ہو جاتے۔ **اِن اعتراضات کا خلاصہ** یہ ہے کہ پہلے اصطلاحات علمیہ کا سلف صالحین صحابہ و تابعین سے منقول ہونا شرط قبولیت و اعتبار ہے۔ تو آپ ہی (حکیم صاحب) اصطلاحات اصول حدیث (مرفوع و موقوف وغیرہ) یا اصطلاحات نحویہ (مثلاً فاعل مرفوع ہوتا ہے۔ اور مفعول منصوب جنکو آپ مانتے) سلف صالحین سے ثابت کرین۔ اور جو آپنے خود اپنے ہشتم کے جواب مین لفظ "مجاز" و "استعارہ" کو استعمال کیا ہے۔ اسی کو سلف صالحین سے **ثابت** کر دکھائین۔ آپ حکیم صاحب بہت گھبرائے۔ اور بغیر اسکے وہ الفاظ جو صفحہ (۲۲) آپ سے منقول ہوئے ہین آپکے منہ سے نکل گئے۔ اور اس اعتراض کے **جواب** مین **پہلے** تو وہ یہ بولے کہ مین اپنے الفاظ "مجاز و استعارہ" کو واپس بلا ہون۔ **مگر آخر** خاکسار کی جوابی تقریر (جسمین بحث لفظی کو چھوڑ کر مضمون اصول ہم آپ سے تسلیم کرا چکا ہے) کو سنکر اس واپسی کو **بھول** گئے۔ اور ہمارے

خاکسار۔

مین لفظی بحث کو ترک کر کے صرف اس کہنے پر اکتفا کرتا ہون کہ آپنے پہلے جواب

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۳

اصل نہم کا مضمون مان گئے۔ یا شاید وہ عمداً یہ سمجھکر کہ مین لفظ "مجاز" و "استعارہ" کو واپس لونگا۔ تو اپنے پیر مرزا کے الہامات و تاویلات کے تمام تار و پود کو جو صرف مجاز و استعارہ پر مبنی ہین توڑنے والا بنونگا۔ اس سخن واپسی قائم نرہے اور خاکسار کی جوابی تقریر کو مان گئے ہون۔

حکیم صاحب کے اس جواب پر جناب مولوی عبد الرحمن صوفی صافی جو اس سے پہلے چپ چاپ بیٹھے تھے باین اعتراض معترض ہوئے کہ یہان (مسئلہ حقیقت و مجاز مین) تو حکیم صاحب سلف صالحین کی نقل کے طالب ہوئے ہین۔ مگر آیات قرآن و حدیث نبویہ کے اُن تاویلات مین جو مرزا غلام احمد کرتے ہین (جیسے دجال سے مراد دنیا دار ہونا۔ اور ابن مریم سے مثیل ابن مریم اور لیلۃ القدر سے زمانہ ظلمت وغیرہ وغیرہ) وہ سلف صالحین سے نقل و شہادت کے کیون طالب نہین ہوتے پھر مولوی صاحب نے دینی جوش مین آکر یہ فرمایا کہ جو شخص الفاظ قرآن و حدیث کے ایسی تاویلی معنے کرے جو صحابہ و تابعین وغیرہ سلف صالحین نے نہ کئے ہون وہ بدعتی و گمراہ و ملحد ہے۔ اور یہہ کہکر آپ اس مجلس سے چلے گئے۔ (جسکا ذکر مرزا صاحب کے خط نمبری ۸ و ضمیمہ پنجاب گزٹ ۲۵ اپریل ۱۸۹۱ء کی سطر ۱۰۔ کالم اول صفحہ ۳۔ مین ہوا ہے۔) مولوی صاحب موصوف کے جوش مین آنے اور مجلس سے اُٹھ جانے کی وجہ ایک تو یہی تھی کہ جو بات حکیم صاحب نے اس جواب مین اختیار کی تھی اس کے وہ خود پابند نہ تھے لہذا ان کا یہ بات کہنا صرف جدال پر مبنی تھا جس سے مولوی صاحب کو نفرت ہوئی اور ان کو حکیم صاحب کی ہدایت سے مایوسی ہوئے دوسری

مین تسلیم کیا ہے کہ لفظ کے ایسے معنے جنکو استعارہ کہا جاتا ہے قوی دلیل سے لئے جائینگے بلا دلیل ایسے معنے نہ لئے جائین گے۔ پس مین انہین معنے کو مجاز کہتا ہون۔ جنکو آپنے استعارہ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۴

وجہ یہ کہ حکیم صاحب کے حق مین مولوی صاحب کو خدا تعالے کیطرف سے ایک یہہ الہام ہوا وان تدعوھم الی الھدی فلن یھتدوا اذا ابدا یعنے اگر تو انکو ہدایت کی طرف بلائیگا تو وہ کبھی ہدایت پذیر نہونگے۔ دوسرا یہ الہام ہوا ویضل اللہ الظالمین و یفعل اللہ ما یشاء۔ یعنے خدا ظالمون کو گمراہ کرتا ہے۔ اور وہ جو چاہتا ہے سو کرتا ہے ان الہامات سے مولوی صاحب نے روانگی فیروزپور کے وقت مجھے خاص اپنی زبان سے اطلاع دی تھی۔ اور خود اسکی یہ تفسیر فرمائی تھی۔ کہ جو شخص صحابہ و تابعین وغیرہ سلف صالحین کے اتفاق سے اختلاف کرتا ہے وہ انپر ظلم کرتا ہے۔ اور فرمایا کہ ہم لوگ اہلسنت والجماعت اسیوجہ سے کہتے ہین کہ ہم سنت یعنے آنحضرت کے قول و فعل کے پابند ہین۔ اور جماعت یعنے جماعت صحابہ و تابعین کے پیرو ہین۔ ہم اس جماعت کی اتباع چھوڑنے سے اہلسنت سے خارج ہو جاتے ہین اور ظالم بنتے ہین۔ اور خاکسار کو یہ فرمایا کہ مین نے ان لوگون کے مقابلہ مین تیرے قائم رہنے کی بابت خدا تعالے سے بطور استخارہ دعا کی تھی۔ اسکے جواب مین مجھے یہہ الہام ہوا ہے لکل فرعون موسی۔ یعنے ہر فرعونے را موسی۔ لہذا آپ اس مقابلہ کے لئے قائم اور مستعد رہین۔ ہم خدا تعالے سے دعا کرتے رہین گے۔ کہ وہ خدا تعالے تمہاری مدد کرے۔ اسپر قائم و مستقیم رکھے۔

جو لوگ مولوی صاحب کے اٹھ جانے کی اور وجہ بیان کرتے ہین وہ مولوی صاحب کے اس بیان کو سنکر شرمندہ نہون گے تو معلوم نہین۔ پھر کس وقت شرمندگی کا موقع پائین گے۔

کہا ہے۔ اور آپکے جواب سابق سے مین یہ سمجھتا ہون کہ آپ کوئی استعارہ بلا دلیل قوی کسی لفظ سے مراد نہین لینگے۔ میرے لیئے یہی تسلیم آپ کی کافی ہے اُس معنے کو آپ مجاز کہین یا نہ کہین۔

حکیم صاحب نے ۔اس کے جواب مین کوئی عذر و انکار پیش نہین کیا۔ اور سکوت سے اُسکو تسلیم فرمایا۔

خاکسار۔ (۱۰) محال اور مجہول الکنہ مین فرق ہے۔ اول کی تسلیم جائز نہین دوسرے کی جائز ہے۔

حکیم صاحب۔ مسلم ہے۔

خاکسار۔ (۱۱) عادت کا خلاف جائز ہے۔ بنا ٔ علیہ معجزات انبیاء و کرامات اولیا جو عام عادت کے برخلاف معلوم ہوتے ہین واجب التسلیم ہین اگر انکا ثبوت ہو۔

حکیم صاحب۔ یہی ایک خاص[1] عادت اللہ ہے۔

خاکسار۔ (۱۲) قانون قدرت جسکو بعض لوگ خدا کا قانون بنائے بیٹھے ہین وہ آئین خدا کی قدرت کا قانون و معیار نہین ہے۔

حکیم صاحب۔ ہان[2] انسان کے محدود تجربے اور مشاہدے قانون قدرت پر حاوی

---

[1] آپ فرماتے ہین کہ معجزہ و کرامت بھی خدا کی ایک خاص عادت ہے اسمین اپنے معجزہ کو تو دل و جان سے مانتا ہے۔ مگر اسکے خارق عادت ہونیسے انکار کیا۔ اور یہ خیال نفرمایا کہ مخالف بھی اسکو مطلق عادت کا خارق نہین کہا۔ صرف عام عادت اللہ کا خارق قرار دیا ہے۔ جس سے صاف مفہوم ہوتا ہے کہ معجزہ خدا کی خاص عادت کا جو انبیا کے ساتھ رہی ہے اسکے نزدیک بھی خارق نہین۔ پھر اس بات کہنے کی آپکو کیا حاجت تھی۔ بعلاوہ ہوتا ہے کہ آپ دوسرے کا کلام مطلب جلد نہین سمجھتے۔

[2] ہمین آپ سے یہ نہین کہنا کہ آپ مسلمانون مین گنے جانے کے لیئے قانون قدرت کی دست آویزت آپکے پیرو رہنے اور مرید صحیح احادیث کو رد کر رہے ہین۔ آپ تمسک کر لیجئے اور ان احادیث کو رد کرنے پر قادر نہ ہونگے۔

نہیں ہو سکتے۔

خاکسار۔ (۱۳) آپ آنحضرت صلعم کے معراج جسمانی کو تسلیم کرتے ہیں یا نہیں۔

حکیم صاحب۔ میں نے اس مسئلہ میں غور نہیں کیا کہ جسدی ہے یا روحانی بنفس معراج کا اقرار ہے۔

خاکسار۔ (۱۴) غیر نبی کا الہام دوسرے شخص پر حجت شرعی ہے یا نہیں۔

حکیم صاحب۔ غیر نبی کا الہام نبی کے صریح حکم کے خلاف ہو تو حجت نہیں اور اگر کسی ایسے معاملہ میں ہو کہ اس میں صریح حکم نبی کا خلاف نہیں ہے تو ممکن ہے[۱] کہ کسی کے حق میں حجت ہو مگر

---

[۱] اس میں آپ نے سفید جھوٹ ہی کام لیا ہے۔ آپ دنیا سے کتب حدیث کی نہیں معراج نبوی کا ذکر ہے اور اس گردانی کر رہے ہیں۔ اور عام مسلمانوں کا یہ اعتقاد کہ آنحضرت کو جسمانی معراج ہوا ہے جانتے ہیں اور خاصکر اپنے استاد مولوی محمد صاحب سہارنپوری ثم المکی سے اور جو پرانے خیالات کے آدمی ہیں) حدیث معراج سنکر ہی ہنس پڑینگے۔ کہ آنحضرت سر جسد مبارک سے آسمانوں گئے۔ اور ہر آسمان پر عزرائیل وغیرہ کے ملاقات ہوئے۔ بلکہ میں نشان ہوتے دیکھ رہے ہیں۔ پھر ایسی حالت میں ممکن ہے کہ آپ اس کو میں کیونکر نہ سوچا ہو کہ ہمارے پر کا خیال معجزہ ہے یا پرانے مسلمانوں کا یا بلا عقیدہ اہل جنس تقلید آپ پر کا یہ خیال کہ معراج صرف روحانی ہوا ہے ان کا ہو؟ ہر گز نہیں۔ آپ نے نہیں تو اپنے استاد لہا ہیں۔ گا یہ مسلمہ اور کہیں کہ قسم میں تو یہ جانتے نہیں ہے اور قسم اسی شخص پر واقع ہوتی ہے جو اسکے منفے دوسرا سمجھے۔

[۲] آپ کے بیان ممکن ہے۔ اور یہ ہو سکتے ہیں۔ مگر حجت شرعی نہیں۔ کو ناظرین خیال میں لائیں۔ یہ کیسے اضطراب پر مبنی ہیں؟ غیر نبی کا الہام شرعی حجت نہیں تو یہ کیسی حجت ہے؟ اور یہاں شرعی حجت کے سوا کس حجت سے بحث ہے؟۔

حجت شرعی نہین۔

خاکسار۔ (۱۵) صحابی کی ایسی تفسیر آیات جن سکے معنے سمجھنے مین محض رائے کا دخل نہو حکماً مرفوع ہے یا نہین۔

حکیم صاحب۔ صحابی کی ایسی تفسیر کوئی حجت[۱] نہین۔

خاکسار۔ (۱۶) درصورت عدم حجیت وہ دوسرون کی تفسیر بالرائے سے مقدم ہے یا نہین۔

حکیم صاحب۔ صحابی کی تفسیر کو مقدم کرنے کی ضرورت نہین۔

خاکسار۔ (۱۷) نبوت ختم ہوچکی ہے یا نہین۔

حکیم صاحب۔ نبوت تشریعی ختم ہوچکی۔ کوئی شخص شریع جدید نہین لاسکتا۔

خاکسار۔ (۱۸) کوئی جدید نبی ہوسکتا ہے جو تشریع جدید نہ کرے۔ شرع محمدی کے تابع ہو۔ اور نبی کہلائے۔ جیسے انبیاء بنی اسرائیل توریت کا اتباع کرتے تھے اور نبی کہلاتے تھے۔

حکیم صاحب۔ کوئی بعید[۲] نہین۔ ہو۔

---

[۱] اس جواب مین جواب سوال نمبر ۱۴ مین آپنے صحابہ کا خلاف کیا۔ اور اپنی اور اپنے پیر مرزا کی تاویلات بدعیہ مخالفہ سلف صالحین کے لئے راستہ نکالا ہے۔ سلف صالحین تو ہر بات مین صحابہ کے اقوال و آثار کی پیروی کرتے اور انکی آرا کو بھی اپنی آرا پر مقدم سمجھتے۔ آپ انکی ایسی تفسیر کو بھی نہین مانتے۔ جو حضرت سے مسموع ہونا متعین ہے اور استعین رائے محض کا دخل نہین ہے۔

[۲] استعین تو آپنے حد کردی۔ پیروی قرآن و حدیث اجماع سلف صالحین و عام مومنین سب کو بالائے طاق رکھکر اپنے پیر مرزا کی تقلید اختیار کی ہے۔ استعین وہ سر سید احمد خان کے

خاکسار۔ (۱۹) آیت خاتم النبیین نبوت کو ختم کرتی ہے۔ آپ نبی جدید کی تجویز پر کیا دلیل رکھتے ہین۔؟

حکیم صاحب۔ خاتم النبیین کی آیت تشریعی انبیا کی ختم کی دلیل ہے۔ نبی بلا تشریع کے وجود کی مانع نہین ہے۔ ایسے نبی کے دلائل مین اسوقت پیش نہین[1] کرتا۔

مقلد بنے ہین۔ جو ختم نبوت سے بتاویل انکار کرکے۔ کالون۔ لوتھر۔ بابو کیشب چندر سین اور دیانند سرستی کو نبی یا پیغمبر قرار دے چکے ہین۔ دنبائر علیہ ان کے بعض پیرو ان کو پیغمبر سمجھتے ہین۔

آپ کو اور آپکے پیر مرزا کو یہ سوجھی ہے کہ ہم بھی کام تو وہی کر رہے ہین۔ جو سر سید احمد خان کر چکے ہین۔ پھر وہ کون ہین کہ وہ نبی کہلاوین۔ اور ہم اس خطاب سے محروم رہجاوین۔

[1] مجلس مناظرہ کے بعد آپ کو اپنے اس جواب کی مضرت سوجھی تو آپنے حافظ محمد یوسف صاحب مہتمم انعقاد جلسہ سے یہ بات کہی کہ اس جواب مین کہین حدیث "علما امتی کانبیاء بنی اسرائیل" درج کر دو۔ حکیم صاحب کے روانہ لودیانہ ہو جانے کے بعد حافظ صاحب نے منشی عبد اللہ صاحب نقشہ نویس اور میان الہ بخش صاحب دریائی فروش کے سامنے خاکسار سے اس امر کی درخواست کی۔ خاکسار نے اسکے جواب مین یہ بات کہی کہ اس جواب کے ساتھ یہ حدیث کہین چسپان نہین ہو سکتی۔ ہان وہ اس جواب کو واپس لین۔ اور بجاے اسکے یہ جواب دین کہ اسوقت نبی تو کوئی ہو نہین سکتا۔ اس وقت کے علما مشابہ انبیا ہین تو اس جواب کے ساتھ وہ حدیث بخوبی چسپان ہو سکتی ہے۔ آیندہ آپ کو اختیار ہے۔ جس مقام مین چاہین اس حدیث کو درج کر دین۔ حافظ صاحب اپنے قلم سے اس حدیث کو درج نکر سکے۔ اور اپنی نوکری پر چلے گئے۔ پھر خاکسار نے ڈاک کے ذریعہ وہ کاغذ جسمین

ٹہیراتا اور واقفون مین پہیلاتا اور اہل اسلام کی پبلک مین کہتا ہے کہ مسیح موعود جسکے قیامت سے پہلے
آنیکی قرآن وحدیث مین خبر ہے مین ہون - اور حضرت مسیح ابن مریم نبی اللہ فوت ہو چکے ہین وہ اب دنیا مین نہین
آسکتے - اور انکے معجزات مشہورہ احیاء موتے وخلق طیور کو ماننا شرک ہے اور آنحضرت کا معراج مین
آسمان پر جانا اور حضرت مسیح کا آسمان پر زندہ رہنا ایسے خوارق سے ہین جن سے ایمان بالغیب ٹوٹ
جاتا ہے - اور میرے لئے خدا تعالے نے خوارق کا دروازہ کہول دیا ہے - مین ہر شخص کو خوارق اور آسمانی
نشان دکہا سکتا ہون اور مین بطور استعارہ ابن اللہ کہلا سکتا ہون اور مین مسلمانون کا وہ امام ہون جسکو
وہ امام مہدی سمجھ رہے ہین وغیرہ وغیرہ جنکا اجمال اس رسالہ کے صفحہ (۵) مین ہے اور تفصیل ریویو مین دو کی
اور انکے پرائیویٹ جلسون مین ایسی پیشگویان سناتا ہے جن کی تفصیل کا یہ وقت نہین ہے (جیسے ہشت
سالہ میعاد کی پیشگوئی وغیرہ وغیرہ) اور ان دعاوی وخیالات مین وہ کامیابی بہی ظاہر کر رہا اور یہ کہہ رہا ہے
کہ ساٹھ ہزار اشخاص اسکے پاس آچکے ہین جن کی مہمانداری مین وہ دس ہزار روپیہ کے قریب خرچ کر چکا ہے
اور بہت سے لوگون نے (جنکی فہرست وہ خود شایع کرنا چاہتا ہے وہ نہ کریگا تو ہم شایع کر دینگے) اسکو مسیح موعود وامام وقت مان لیا ہے

اسکے ان دعاوی وبیانات سے مسلمانون کے مذہب وامن مین جسقدر
انقلاب واقع ہونیکا اندیشہ ہے وہ مخفی ومحتاج بیان نہین ہے (اس سے حضرت قادیانی اور
اور اسکے حواری انکار کرینگے تو ہم اسکی تفصیل وبیان سے متعرض ہونگے) اس صورت مین اشاعۃ السنۃ کا خصوصیت
کے ساتھ فرض ہے کہ وہ اس فتنہ کو روکے اور جملہ مضامین سابق کو چہوڑ کر ہمہ تن اسی دعاوی کے روکے پر لگے اور اسکے اصول
باطلہ کا ابطال کرے اور اصول حقہ اسلامیہ کی حمایت علمین لاوے - اسکی موجودہ جماعت وجمعیت کو تتر بتر کرنیمین کوشش کرے
اور آیندہ مسلمانون خصوصاً اہل حدیث کو جنکا یہ خادم ہے اس جماعت مین داخل ہونیسے بچاوے کیونکہ اسی اشاعۃ السنۃ
نے قادیانی کے سابق دعوی حمایت اسلام اور مقابلہ مخالفین اسلام ووعدہ تائید دین بنشانہاے آسمانی ونصرت اصول
اتفاقی اسلامی سے دہوکہ مین آکر ریویو براہین احمدیہ مندرجہ نمبر ۷ وغیرہ جلد ۷ مین اسکو امکانی ولی وملہم بنایا اور
لوگون مین اسکا اعتبار جمایا تہا جسکو یہ حضرات اپنے دعاوی مستحدثہ کی تائید مین اب پیش کر رہے ہین - اور
اسکی عبارات اپنی تحریرات ورسائل مین نقل کرکے ان سے فائدہ اٹہا رہے اور اپنے دعاوی کی صحت ثابت
کر رہے ہین - اشاعۃ السنۃ کا ریویو براہین اسکو امکانی ولی وملہم نہ بناتا تو وہ اپنے سابقہ الہامات مندرجہ
براہین احمدیہ کی وجہ سے تمام مسلمانون کی نظرون مین بے اعتبار ہو جاتا کیونکہ بہت سے علما مختلف دیار
ہندوستان وپنجاب وعرب کے ان الہامات کے سبب اسکی تکفیر وتفسیق وتبدیع پر اتفاق ہو چکا تہا صرف اشاعۃ السنۃ
کے ریویو نے فرقہ اہل حدیث اور اپنے خریدارون کے خیال مین اس کے الہام وولایت کا امکان جما رکہا

خاکسار - (۲۰) لفظ مسیحی بن مریم اور دجال کے اصلی معنی (جسکی تاویل محتاج دلیل ہو) آنحضرت صلعم اور صحابہ و تابعین کے زمانہ مین اسوقت تک کیا سمجھے گئے

حکیم صاحب - مجھے تمام لوگون کے کل اقوال کی خبر نہین -

خاکسار - (۲۱) مین نے تمام لوگون کے اقوال پوچھے ہین - نہ کل اقوال - جن لوگون کے اقوال پر آپ کو اطلاع ہے - انکا کیا خیال تھا -

حکیم صاحب - ابن مریم سے قرآن مین عیسی نبی اللہ اسرائیلی مراد ہے - اور دجال کی نسبت مختلف خیال ہین - ابن صیاد کو حضرت عمرؓ دجال سمجھتے اور اس پر قسم کھاتے تھے -

خاکسار - (۲۲) احادیث نبویہ مین جو ابن مریم کا لفظ وارد ہے اس کے معنے صحابہ و تابعین و غیرہ مسلمین نے جہانتک آپکو معلوم ہے کیا سمجھے ہین - اور دجال کی نسبت

اصول مسلمات درج کئے انکے پاس بھیجدیا اور ان کو اختیار دیا کہ جہان چاہین اپنی حدیث کو درج کردین - انہون نے وہان سے بھی اس کاغذ کو بلا تعرض و تبدل واپس کیا - اور کہین اسحدیث کو درج نفرمایا - جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ انہون نے بھی کوئی دباؤ اسکا مسلم نہ پایا -

ہم اب بھی حکیم صاحب کو اختیار دیتے ہین - کہ جہان چاہین اسحدیث کو درج کردین (اگر گنجایش پاوین - ہمارے نزدیک تو یہ حدیث تب ہی انکی مستند ہو سکتی ہے - جبکہ وہ اس جواب کو بدلدین - اور یہ جواب دین - کہ اب نبی کوئی نہین ہوگا علماء امت محمدیہ انبیاء بنی اسرائیل کے مشابہ ہین -

ا اسمین ایک لمبا قصہ کا ہے - جس کا بیان بار ہا ہمارے جوابات نمبر ۲۴ مین عنقریب آئیگا - انشاء اللہ تعالے -

جو آپنے اختلاف بیان کیا ہے۔ اسکی ایک شق آپنے بیان کی ہے دوسری نہین کی۔ اب بیان فرارین کہ سوائے ابن صیاد کی بھی صحابہ تابعین نے کسیکو دجال سمجھا ہے۔

حکیم صاحب ۔ مجھے یاد نہین کہ سوائے ابن صیاد کے کسیکو دجال کہا گیا ہو اور ابن مریم کے ساتھ کسی نے یہانتک مجھے یاد ہے اسرائیل کی قید نہین لگائی۔

خاکسار۔ (۲۳) آنحضرت صلعم کے وقت مین ابن مریم کا لفظ قرآن مین اور پھر آنحضرت کے کلام مین اور عام لوگون کی کلام مین جب کبھی بولا جاتا تھا اوس لفظ کے اصل معنے کیا سمجھے جاتے تھے آیا وہی حضرت عیسےٰ ابن مریم اسرائیلی یا کوئی اور معنے بھی کبھی خیال مین آئے تھے۔

حکیم صاحب۔ قرآن شریف مین جہان ابن مریم آیا ہے وہان تو وہی جیسے ابن مریم سمجھے جاتے تھے۔ اور احادیث مین جو ابن مریم بولا گیا تھا اسکی تصریح صحابہ کی جانب سے مجھے نہین دیکھنے کہ آیا وہ اسکو شبیل ابن مریم سمجھتے تھے۔ یا واقعی نبی اللہ بنی اسرائیل مراد لیتے تھے۔

خاکسار۔ (۲۴) آٹھوین اصول مین آپ تسلیم کر چکے ہین کہ احادیث اور قرآن کے اصلی معنے

جواب نمبری ۲۴۔ اس حد تک پہنچا تھا کہ حکیم صاحب مجلس سے رخصت کے خواستگار ہوئے۔ اس وقت جناب مولوی محمد عبداللہ صاحب پروفیسر عربی کالج لاہور نے فرمایا کہ ان اصول و سوالات و جوابات پر فریقین کے دستخط ثبت ہونے چاہئین۔ و بنا علیہ وہ اصول و سوالات و جوابات اس مجلس مین اول سے آخر تک لفظ بلفظ پڑھے گئے۔ پھر حکیم صاحب نے اسکو اپنے ہاتھ مین لیکر ملاحظہ فرما کر تسلیم کیا۔ اور پہلے انہون نے دستخط ثبت کرنا چاہا مگر پھر فرمایا کہ بہتر دوسرے کاغذ پر صاف ہو جائین گے تو ان پر دستخط کرونگا

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

اور یہ کہکر آپ مجلس سے کہڑے ہوگئے اور دوسری جگہہ کہانا کہا کر اپنے آقا راجہ صاحب کے پاس چلے گئے - ان کے بعد اکثر ارکان مجلس اپنے اپنے مکانات کو تشریف لیگئے صرف خاکسار اور جناب مولوی محمد عبداللہ صاحب اور چند دیگر احباب تقریباً ایک گھنٹہ تک وہان ٹہیرے - اور ان اصول و سوالات و جوابات کی دو نقلین کرا کے اصل سے انکا مقابلہ کرتے رہے - اس کے بعد ہم بھی وہان سے مرخص ہوئے - اور ان دو نقلون مین سے ایک نقل پر خاکسار نے اپنے دستخط ثبت کر کے حکیم صاحب کا دستخط ثبت کرانے کی غرض سے اسکو حافظ جی کی سپرد کیا - اور یہہ کہدیا کہ جسوقت حکیم صاحب واپس آئین اور مباحثہ پورا کرنا چاہین اسوقت آپ ہم لوگون کو بھی طلب کرین -

تھوڑی دیر کے بعد حکیم صاحب اس مکان مین واپس لگئے تو آپنے اس صاف شدہ نقل کو ملاحظہ فرمایا - اور مطابق اصل پاکر اسپر دستخط کرنا چاہا - مگر بیان کیا جاتا ہے کہ حافظ محمد یوسف صاحب نے انکو دستخط کرنیسے روک دیا - جسکی وجہ ہم عنقریب بیان کرین گے انشاء اللہ تعالے +

اس نقل مین حکیم صاحب نے استقدر اضافہ کرنا چاہا کہ جواب نمبری (۱۸ یا ۱۹) مین کہین پر حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کو درج کیا جائے - جسکو حافظ صاحب نے منظور کر لیا - اور دوسرے دن کاغذ واپس دینے کے وقت اسکی تعمیل کے لئے مجھے مامور کیا - خاکسار اس وجہ سے جو حاشیہ (صلہ) صفحہ (۲۹) مین عرض کر چکا ہے اسکو قبول نکر سکا

اسدن بارہ بجے دن سے رات کے چار بجے تک حکیم صاحب لاہور مین رہے اور اپنے پیر کے بعض نئے حواریون کو (جنہین حافظ محمد یوسف صاحب و منشی آتھم صاحب شامل و حاضر تھے) حضرت مسیح علیہ السلام کے سولی پر چڑہائے جانے اور ہڈی ٹوٹنے کے سبب سولی سے زندہ اتر آنے اور پہر اپنی موت سے وفات پانیکا حال جیسا کہ سرسید احمد خانصاحب کی تفسیر مین درج ہے سناتے رہے - مگر خاکسار سے مباحثہ

اسکو حامی اسلام بنا رکھا تھا۔

لہذا اسی (اشاعۃ السنۃ) کا فرض اور اسکے ذمہ یہ ایک قرض تھا کہ اس نے جیسا اسکو دعاوی قدیمہ کی نظر سے آسمان پر چڑھایا تھا ویسا ہی ان دعاوی جدیدہ کی نظر سے اسکو زمین پر گرا دے اور تلافی مافات مسلمین لاوے۔ اور جبتک یہ تلافی پوری نہوے تبتک بلا فروگذاشت کسی دوسرے مضمون سے تعرض نکرے +

اسی وجہ سے نمبر ۱۲ جلد ۱۲ اور اس جلد کے تین نمبرون مین اسیکے متعلق بحث ہوئی ہے اور آیندہ بھی انشاء اللہ تعالیٰ تا انفصال مقال و انقطاع جدال حضرت قادیانی اسمین یہی بحث رہیگی۔

اس وقت تک تو صرف مراسلت فریقین طبع ہوئی جس سے اہل بصیرت و انصاف کو بخوبی ثابت ہوگا کہ یہ شخص اپنے اقوال و بیانات مین صادق اور اپنے حال مین مستقیم اور اپنے دعاوی مین نیک نیت نہین ہے اور ان حالات کے ساتھ وہ کسیطرح بھی نہین ہو سکتا اور جن پر یہ ثبوت مبنی ہے انکو اشاعۃ السنۃ نمبر ۱۲ جلد ۱۳ مین یہ امر بیان کرکے دکھایا جائیگا انشاء اللہ تعالیٰ **اور آیندہ** ریویو مین یہ ثابت کیا جائیگا کہ مرزا قادیانی ان دعاوی اور اعتقادات مین اصول اسلام کا مخالف ہے۔ اور صحیح تجربہ۔ آزمایش۔ قیاس و فلاسفہ کا مقلد و موافق ہے اور الہام موعود مسیحائی کا کسی الہام کے دعوی مین صادق نہین ہے اور اس اعتقاد و عمل و اخلاق کے شخص کا شرعاً و عقلاً بھی ہونا ممکن ہی نہین۔

ایسا شخص ملہم و مخاطب الٰہی کا مخاطب ہو تو الہام کا بالکل اعتبار اٹھ جاتا ہے۔ اور جملہ ملہمین انبیاء اور اولیاء اور تمام یقین کے حقین زیلن بد پیدا ہو کر کیا وہ بھی ایسے ہی تھے۔ حاشا جناب ہم عزف خلائق۔ اور اس **ریویو** مین یہ بیان **ہوگا** کہ قادیانی کا یہ دام الہام کیونکر پھیل گیا ہے۔ اور اسکی کلام کا بعض لوگون پر اثر کیون پڑتا ہے اور اشاعۃ السنۃ کی کا رد اس پر مرزا قادیانی اور اس کے حواریون نے تبتک کیا **سلوک** کیا اور کیا آیندہ ہوگا۔ اور اسکا اثر فریقین پر کیا پڑے گا

اسوقت جو سلوک ان سے ہوا ہے وہ یہ ہے (۱) خریداری اشاعۃ السنۃ کو موقوف کرنا یا اسکی دوہری قیمت (باوجود عدم عادت نادہندگی) دیکھنا۔ (۲) رسائل و اخبارون مین عالیانہ گالیان دینا (۳) گمنام خطون کے ذریعہ گالیان سننا اور دھمکانا **آیندہ** اس سلوک سے ڈرانا اور دھمکانا اگر تم مخالفت سے نہ رہے بازنہ آوے تو ہم آپکو گالیان دینگے اس سلوک کا ذرہ حضرات تو سوچ بیٹھے مین کہ صاحب اشاعۃ السنۃ گالیون سے ڈر کر ہماری مخالفت چھوڑ دیگا۔ مگر انکا جیسا سودا ہر محال ہے **صاحب** اشاعۃ السنۃ تمہاری مخالفت کو اپنا دینی ایمان سمجھتا ہو لہذا وہ گالیون کے خوف سے اپنا **ایمان** کیونکر چھوڑ دیگا ان گالیون کا بہ اثر تم ہی پر پڑیگا۔ **اول** منصف اور مہذب لوگون پر تمہارا کذب و مہملانا ثابت ہوگا۔ **دوم** صاحب اشاعۃ السنۃ کا صبر اور گالیون کا جواب نہ دینا پر ثبوت بنیاد اور آفرت مین ناگہانی بلا نازل کریگا۔ **سوم** اشاعۃ السنۃ کو دست دعای ان گالیون کا ایسا جواب دینگے کہ پھر تمکو گالیان دینا بھول جاوگے اور جو آپ شاید نہ سنا ہو نگا بلکہ آپکی تم کا جو آپکو غصہ اس تہذیب و عدل پر بہتی ہوگا **جو لوگ** غیر خواہ طرفین ہین وہ ان حضرات کو سمجھا دین کہ وہ گالی گلوچ نہ دین ورنہ کسی جوابی کارروائی پر جو اجانب سے ہو ہمپر افسوس شکایت نکرین +

ے بشرطیکہ آزاد مطلع لوگون کے ہتکار و ہاکرون۔ اجابت از درحق ہر بستقبال سے آید +

بقیہ گفتگو

تتمہ جواب اشتہار ۲۶ مارچ ۱۸۹۱ء

اس اشتہار میں جو آپ نے لکھا ہے کہ توضیح مرام کے اخیر میں یہ صفحہ لکھا بھی گیا تھا کہ جب تک تیرہ دن سالوں (فتح اسلام۔ توضیح مرام۔ وازالۂ اوہام۔) کو دیکھ نہ لیں کوئی رائے ظاہر نہ کریں۔ مگر وہ (علماء معترضین) آخر تک صبر نہ کر سکے۔"

یہ عجیب مغالطہ ہے جو مصرع۔ پہ دلا دست زدی کہ بکف چراغ دارد۔ کا مصداق ہے۔ آپ خیالات و مقالات نیچریہ فلاسفہ و نصاریٰ علی رؤس الاشہاد اشتہار کریں اور

---

* جیسے آپکے یہ خیالات و مقالات (۱) کسی پیشرو (آنحضرت ہوں خواہ مسیح) آسمان پر چڑھنا اور اُس سے متعدد رفعات (قانون قدرت انجیل) کے برخلاف ہے اور خدا تعالےٰ کے کارخانہ میں ایسے خوارق کہنا اپنی ہلاکت کو اور ایمان بالغیب کو تلف کرنا ہے۔ (دیکھو توضیح مرام صفحہ ۱۱۶ وغیرہ۔

(۲) سلطنت نبوت ختم محمدی میں ہوئی صرف نبوت نامہ (جسکی آپکے حواری بحمدہ ناظرین جواب سوال شانزدہم نبوت تشریعی سے تفسیر کی ہے) ختم ہوئی ہے سلسلہ نبوت جزئی (جسکا دوسرا نام محدثیت ہے) کا سلسلہ ہمیشہ کے لئے جاری رہیگا۔ (توضیح صفحہ ۱۲)

(۳) حضرت مسیح اور آپ (مرزا صاحب) کے دلمیں جو قومی محبت ہے اس نے خدا کی محبت کو اپنی طرف کھینچ لیا ہے۔ ان دونوں محبتوں کے ملنے سے (جو درحقیقت زیادہ کا حکم رکھتی ہیں) تیسری چیز پیدا ہوئی ہے۔ جسکا نام روح القدس ہے اور اسکو بطور استعارہ و مجاز ابن مریم بھی

---

* یعنے میرزا غلام احمد صاحب خیالی مسیح نے

ان کو اردو زبان مین چھاپ کر ملکون مین پھیلا دین اور پھر علماء وقت سے یہ درخواست کرین کہ وہ اسپر کچھ نہ بولین۔ اور اپنے ایمانی فرض انکار و تغییر منکر کے تارک رہین اور اپنے پاس خاطر سے آگ کی لگام اپنے منہ پر چڑھا لین۔ اور اس احمق بافندہ کی نظیر بن جائین جسنے ایک چالاک چور پکڑا تھا۔ اس چالاک نے اسے کہا کہ چھوڑ دے میرا پھوڑا دکھتا ہے تو اس سادہ لوح بافندہ نے اسکو چھوڑ دیا اور وہ شاطر فرچکر ہوا۔ حضرت مرزا صاحب

کا بیٹا کہنا اور ان دونون کو ماں باپ کہنا) بیجا نہین ہے۔ اور یہ پاک تشبیہ ہے۔ تو ضیح صہ ۳۳

(۴) آپ (مرزا صاحب) کو اور حضرت مسیح ابن مریم کو استعارہ کے طور پر ابن اللہ کہہ سکتے ہین (دیکھو توضیح صہ ۲۷۔)

(۵) ملائکہ کا اپنی ذات سے اور شخصی وجود سے زمین پر اترنا بداہت عقل سے باطل ہے اور ملک الموت کا اپنی ذات سے زمین پر آنا اور ایک سیکنڈ مین ہزارون ارواح کو قبض کرنا محال ذاتی ہے (توضیح صہ ۳۱۹)

(۶) ملائکہ روحانیات ہین جنکو فلاسفر نفوس فلکیہ کہتے ہین۔ اور ید کی اصطلاح مین ارواح کو کالب۔ یہ ملائکہ ارواح کو اب اور ستیارتھ کے لئے جان کا حکم رکھتے ہین اور وہ ان کے لئے بمنزلہ قالب ہین) اور عالم مین جو کچھ ہو رہا ہے انہی ستارون کی قوالب اور ارواح کے تاثیرات سے ہو رہا ہے۔ (توضیح صفحہ ۳۳-۳۷-۳۸-۳۹-۴۰-۶۷-)

(۷) جبرئیل امین جو انبیاء کو دکھائی دیتا ہے وہ بذات خود زمین پر نہین اترتا۔ اور اپنے ہیڈ کوارٹر (صدر مقام یا لیون کہو کر قالب) نہایت روشن نیر (سورج) سے جدا نہین ہوتا بلکہ صرف اسکی تاثیر نازل ہوتی ہے اسلئے عکس تصویر اسکے دلین منقوش ہو جاتی ہے۔ دیکھو توضیح صفحہ ۴۱-۶۸-۷۰-۸۵-وغیرہ)

(۸) آیت متضمن ذکر سجدہ آدم مین بابا آدم کی طرف ملائکہ کا سجدہ کرنا مراد نہین بلکہ ملائکہ کا احسان

اسی قسم کے مغالطات کے ذریعہ آپنے غیر اقوام سے اپنا اُلّو سیدھا کیا ہے۔ مسلمان اور انکے حق گو علماء ایسے احمق نہین ہین کہ وہ آپکے دہوکہ مین آئین اور آپکے رسالہ ازالہ اوہام کے انتظار مین ان خیالات و معاملات پر جنکو وہ کفر سمجھنے پر ساکت ہو ہین ؛

مطالب فتح اور توضیح کا سمجھ مین آنا دلائل **ازالہ اوہام پر موقوف** تھا تو آپنے ازالہ اوہام سے **پہلے** ان کو شائع **کیون کیا**۔ دلیل اور مدعا کو اکٹھا مشتہر کیا ہوتا۔ کیا یہہ بھی کسی منصف حق گو اور انصاف پژوہ کا دستور ہے کہ دعویٰ آج کرے اور اسکے دلائل اگلے سال یا چھٹی مہینے بیان کرے و معہذا اپنے معترض و مخالف سے یہ درخواست کرے کہ ایک سال یا چھ مہینے تک (جبتک وہ دلائل پیش نکرے) ساکت رہے ؛

اس اشتہار مین جو آپنے لکہا ہے کہ اختصار[1] اور حفظ اوقات کی غرض سے اپنے

کامل کیخدمت بجالانا اور اسکی اطاعت کرنا مراد ہے (توضیح صفحہ ۴۹)

(۹) لیلۃ القدر سے رات مراد نہین بلکہ وہ زمانہ مراد ہے۔ جو بوجہ ظلمت رات کا ہمرنگ ہے اور وہ نبی یا یا اسکے قائم مقام مجدد کے گذر جانے سے ایکہزار مہینے کے بعد آتا ہے ؛

اسی کی قسم کے اور لغویات ہین جنکو علماء اسلام کفریات سمجھتے ہین ؛

[1] آپ ایسے ہی اختصار پسند اور محافظ اوقات ہین تو اپنی تصنیفات اور تحریرات مین کیون اس امر کی رعایت نہین کرتے۔ براہین احمدیہ کو دیکھئے ایک صفحہ کے مطلب کو دس صفحہ مین ادا کیا ہے ایک مطلب کو کئی کئی دفعہ (کبھی نثر مین اور کبھی نظم مین) بیان کیا ہے۔ اپنی تحریرات خصوصاً * خط نمبر ۸ کو ملاحظہ فرمائیے۔ انمین کسقدر تکرار مطالب ہے۔ باینہمہ آپ مباحثہ کو دو ہی تحریرون مین محدود اور ختم کرنیکی وجہ اختصار اور حفظ اوقات بتاتے ہین تو اس سے بجز اسکے کیا سمجھا جائے گا۔ کہ یہ آپ کا عذر و بہانہ ہے۔ اور حقیقت مین آپ کی نیت مغالطہ دہی ہے جس کی تشریح متن مین ہے ؛

* یہ خط رسالہ نمبر ۲ مین منقول ہوگا ؛

کل دلائل اول پرچہ مین ہی پیش کرین اور اس عاجز کی طرف سے بھی صرف ایک ہی پرچہ اسکے جواب مین ہوگا اور وہی دونون پرچے سوالات و جوابات حاضرین کو سُنائے جائینگے (جس سے آپکا مقصود یہ ہے کہ بجز ان دو پرچون کے فریقین مین سے کوئی کچھ نہ کہے اور نہ ہی بالفعل پر کوئی حرف لائے اور ان دونون ہی پرچون کی تحریر سے مباحثہ ختم ہو۔ اور مہذا اہلی تحریر آپکے خصم کی ہو۔ دوسری آپکی چنانچہ خط نمبر ۱ مین جو رسالہ نمبر ۲ مین منقول ہے آپ نے اس مدعا کو خوب واضح و مشرح کرکے بیان کیا ہے) یہ ایک ایسا مغالطہ ہے کہ جسکی مخترع صرف آپکی ذات ہے آپسے پہلے (ہمارے علم و گمان مین) کسی مغالط دہندہ کا ذہن مین نہ ہوا ہوگا۔ اسی قسم کے مغالطات آپکی مدۃ العمر کی فہمندی کے مدار و مناط ہین +

ہر شخص جسکو فہم و انصاف اور احقاق حق سے ادنے تعلق ہو۔ یہ بات بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ امور عظام مین مناظرت واقع ہو اور بحث و مناظرہ سے انکا تصفیہ منظور ہو تو وہ صرف ایک سوال و جواب (یا یون کہئے کہ ایک تحریر اور اسکے ایک جواب سے) ہرگز ہرگز انفصال پذیر اور طے نہین ہو سکتے۔ اُس تحریر کو پیش کرنے والا خواہ وہ کیسا ہی اوبیٹر Orator (قوی التاثیر مقرر) وسیع النظر مستدل۔ اور معقول و منقول کا فاضل اجل ہو اور وہ اپنی تحریر مین کیسی ہی پر زور دلائل سے لکھے۔ اور اسمین دفع دخل مقدر کردے۔ اور خصم کے دلائل کا کمال وسعت سے جواب دے مگر پھر بھی اسکی طاقت بشری علمی اور خوش تقریری سے یہ امر خارج ہے کہ دوسری تحریر پیش کرنیوالے کو (جو اسکا مخالف ہو) اپنی تحریر مین کوئی غلط اور بیجا بات نہ لکھنے دے اور وہ اس تحریر (ثانی) مین ایسی کوئی بات نہ لکھ سکے جس سے پہلے تحریر کے قوی دلائل اور صحیح بیان مین ناواقف و کم علم ناظرین کو دھوکا اور مغالطہ پیدا ہو سکے کسی بشر سوا خواہ کیسا ہی عالم فاضل (مقرر و مؤثر ہو) یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ جبکہ خدا تعالے نے (جو ہر امر ممکن پر قادر ہے اور وہ ہر شخص کے سینہ کی باتون کو واقف ہے) یہ آیۃ خوب جانتا ہے۔ اور جس بچائی کو چاہے لوگونکے دلون مین ڈال سکتا ہے اور جس مغالطہ سے

چاہے انکو بچا سکتا ہے) اپنی کلام پاک (قرآن مجید وغیرہ کتب) مین ایسا نہین کیا کہ اپنی صادق و بے عیب کلام مین نادان اور کم فہم لوگون کے دھوکا دینے اور شبہ ڈالنے کا امکان باقی نہ رکھا ہو۔

یہہ ہوتا تو قرآن مجید پر کوئی مخالف اسلام کسی قسم کا اعتراض نکرتا۔ اور بے انصافی اور عناد سے اسکی صحیح اور سچی باتون مین تعارض و تناقض پیدا کرکے نادان اور نافہمون کو دہوکے مین نہ ڈالتا۔ اور کسی عالم خادم قرآن کو ان مغالطات کے جواب دینے کا موقع نہ ملتا۔ حالانکہ ہم صاف دیکھتے ہین کہ ہزارون ملحد اور اسلام کے مخالف قرآن کی بیسیون باتون پر بیجا اعتراض کرتے ہین اور قرآن کے خادم دن رات انکی اعتراضات کے جواب و رد کے درپے رہتے ہین*

* یہ قرآن پر ایمان لانے والون کے لئے مثال دی گئی ہے۔ اب ہم نئی روشنی پر جان قربان کرنے والون کے لئے ایک مثال بیان کرتے ہین۔

انگلستان کے پارلیمنٹ کے (شاہی کمیٹی) کے ہاؤس اوف کامنز (عام اہل الرائے کا مجمع) مین بڑی بڑی اور ٹیر سپیکر (قوی التاثیر مقرر) ایسی ایسی پرزور اور مؤثر تقریرین کرتے ہین جسکو تمام حضار مجلس حق و راست سمجھ لیتے ہین اور انکو اسمین کوئی شبہ و اعتراض باقی نہین رہتا۔ پہر جب دوسرے مقرر پہلی تقریرون کے مخالف تقریرین کرتے ہین۔ تو سامعین کو اپنی تقریرون کا گرویدہ بنا کر پہلی تقریرون کے مغالطے ظاہر کرتے ہین۔ ان کی تقریرون کا سلسلہ تب ہی منقطع ہوتا ہے جب کوئی فریق جوابی تقریر سے عاجز ہو جاتا ہے اور پہر سامعین کے ووٹ (رائین) لیکر کثرت راے پر فیصلہ کیجاتا ہے۔

دوسری مثال۔ اعلی عدالتون (چیف کورٹ وغیرہ) مین وکلا مدعی اور مدعا علیہ مین مباحثہ ہوتا ہے۔ تو مدعی کا وکیل اپنے دعوے کے دلائل بیان کرتا ہے۔ پہر مدعا علیہ کا وکیل اسکا جواب دیتا ہے۔ اور اسکے مقابلہ مین اپنے دلائل بیان کرتا ہے۔ پہر مدعی کے وکیل کو موقع دیا جاتا